

من حضرات کو رسالہ کی ضرورت ہو سیکھ حاجی امین اللہ حاجی محمد صاحب تیرانی مخسری علی مدنی سے باقربت طلب کر سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح انجیال

احوال

سیح البغال

۶۵۷۷
۱۹۶۲

BRILL JUNG TSENG LIBRARY
Oriental Section
UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

(مولوی حافظ عبدالغفار رشتہ دم ملوی کی قلم سے)

فاظربین کو اھر پروا صخ ہو کہ اس فخر نے اندون ایک سالہ مسیانہ الایمان روح انقبای
شائع کیا تھا جنمین قادیانی مذہب کے عقائد باطلہ کو بیات قرآنی و احادیث نبوی سلم
سے غلط و مردود ثابت کیا ہے۔ اھم شد کہ صد ہا آج وی اس رسالہ کے پڑھنے سے
اس خلاف شریعت مذہب سے علیحدہ ہو گئے اور ہزار ہا نفوس انسانی کو قادیانی سیح
کے مکائد شائد سے آگاہی ہو گئی ۹ ارمصر ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۲ نومبر کے اخبار عقیدہ نگار
میں ایک مضمون بہ عنوان اشتہار معیار الاخبار شائع ہوا یہ تقریر مسٹر خلیل احمد قادیانی
کی ہے جو غلام احمد صاحب قادیانی کے چلے ہیں اور اپنے گرو کی ناجائز حمایت اور
غلط عقیدہ کی اشاعت کے لئے بلی میں رونق افروز ہیں۔

ہم ایسے دوست خلیل احمد صاحب نے ہم پر بہت ہی غصہ کیا ہے اور اس جرم پر کہ ہم نے

صیانتہ الایمان کیون لکھی سخت نالان و ناراض ہیں سوای ہمارے اور بھی علماء کرام کی
 شان میں آپنے بے ادبانہ الفاظ مثل محرمی علماء و دہر پوک مولوی وغیرہ غیر مہذب
 کلمہ استعمال کئے ہیں اور اس تحریر سے اپنی لیاقت کا کافی ثبوت دیدیا ہے۔
 صیانتہ الایمان باوجود مختصر ہونیکے پذیرہ احادیث کی دلیلانہ قوت سے قوی اور مستحکم
 سے لہزیز ہے مرزائی بہادر نے اپنی تحریر میں نہ تو ہماری کسی حدیث کے جواب میں
 حدیث سنائی اور نہ کوئی آیت شریف بتائی جسے آٹھ حدیثوں سے امام مہدی کا بنی
 فاطمہ سے ہونا ظاہر کر دیا اور پانچ حدیثوں سے مسیح علیہ السلام کا منارہ و منس سے
 نزول فرمانا بھی بتا دیا۔ ضرور تھا کہ مرزائی صاحب مہدی علیہ اسلام کو مغل زادہ ہونا
 اور مسیح کا قادیان میں آنا یا مسیح کی روح کا غلام احمد میں حلول کرنا ایک دو حدیث
 سے تو ثابت کرتے۔ کوئی آیت و حدیث تو ایسی پیش کرتے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کے
 منارہ سے نزول کی نفی اور قادیان میں مسیح کے ظہور کا نشان ملتا۔ سوای لسانی اور
 فضول لغائی کے اس تحریر میں کچھ بھی نہیں۔ اگرچہ یہ تحریر ایک کاغذ باری سے
 زیادہ وقت نہیں رکھتی اور در جواب جاہلان باشد غموشی بہتر و افضل تھا مگر مقامی مصالح
 لحاظ سے مناسب جانا کہ اس فرقہ کی دار و گیر میں تامل نہ کیا جائے اگر اس فرقہ پر
 اس کا عمل و اثر ہو تو دیگر اہل اسلام کو ضرور نفع پہونچیکا۔ بدین خیال آپکی لاجواب
 تحریر اور بے پایاں تقریر کا جواب حوالہ قلم کرتا ہوں۔ تمامی فقرات کے جواب لکھنے
 سے پہلے مرزائی صاحب کے اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں جو آپ نے ہم کو حکم دیا ہے

کہ مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور زندہ رہنا ثابت کریں اور حضرت غلام احمد صاحب آیات قرآنیہ و احادیث اور تواریخ متذکرہ سے یہ ثابت کر چکے کہ عیسیٰ علیہ السلام مانند دیگر انبیاء کے وفات پا گئے۔

اب ناظرین انصاف کریں کہ مرزائی صاحب کا دعویٰ تو اتنا لمبا اور دلیل در شکم کوئی دلیل تو ہمیں دکھاتے اور کوئی آیت تو بتاتے جس سے معلوم ہوتا کہ یہ حدیث ہی اور یہ آیت۔ مرزائی صاحب کی غاندہ سازی اور شکنجی و لیلون کا حال کیسے معلوم ہو۔ مسیح علیہ السلام کے زندہ اوٹھ جانے اور مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ظہور فرمانے کے متعلق جو آیت و احادیث وارد ہیں ہم بیان کرتے ہیں اور ان شعبہ پر بھی بحث کرتے ہیں جہاں جہاں غلطی ہوئی ہوگی۔ اور ساتھ ہی غلام احمد قادیانی کی وہ دلیل جو انھوں نے مسیح علیہ السلام کی وفات پر بتائی ہیں ہمیں پیش کرتے ہیں۔

ازالۃ الاولیاء کے صفحہ ۳۷ میں قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں مر گئے۔ اور رسالہ الہدیٰ میں یوں بھی لکھ دیا ہے کہ اون کی قبر کشمیر میں ہے اور اسکے ثبوت میں جو دلیل پیش کی ہے وہ یہی کہ ہمیں کشف سے ثابت ہو چکا۔ اب حلیل احمد صاحب ہمیں بتائیں کہ عیسیٰ علیہ السلام گلیل میں فوت ہو کر کشمیر میں کس طرح چلے گئے زیر زمین کے سوراخوں سے نکل کر سوچے یا ہوا پر اڑ کر یا اون کی نقش کو اون کے حواریں کشمیر میں لے گئے اور نقش کا کشمیر میں جانا کس تاریخ سے ثابت ہے۔ اور ازالۃ الاولیاء کے صفحہ ۶۵ میں

کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اس بات کے ثابت ہونیکے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہو گیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑے گا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا۔ کیونکہ قرآن وحدیث دونوں کو بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا میں ہرگز نہ آئیگا۔ اور قرآن کریم انہم لایرجعون کہہ کر ہمیشہ کیلئے اون کو رخصت کرتا ہے۔

مرزا صاحب نے یہ تو لکھا کہ قرآن وحدیث دونوں اس بات پر بالاتفاق شاہد ہیں لیکن نہ تو قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی اور نہ حدیث شریف۔ چاہئے تھا کوئی اتفاق دلیل پیش کرتے۔ فرماتے ہیں لایرجعون کہہ کر قرآن کریم نے عیسیٰ ابن مریم کو ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ سمجھ میں نہیں آتا لایرجعون سے استدلال مرزا صاحب کا کس عنوان پر ہے آیت شریف پوری یہ ہے فمن یعمل من الصلحۃ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعِیدِہٖ اِنَّآ لَکَ لَکَایِبُوْنَ وَحَرَامٌ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ اَھْلَکُمْ اِنَّہُمْ لَیَرْجِعُوْنَ۔ یعنی جو شخص نیک کام کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو اسکی کوشش اکارت ہونیوالی نہیں اور ہم اسکے نیک اعمال سب لکھتے جاتے ہیں اور جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا تو ممکن نہیں کہ وہ لوگ قیامت کو ہماری حضور میں لوٹ کر نہ آئیں۔ اب بغور ملاحظہ ہو پچھلی آیت کا ربط اگر پہلی آیت سے مانا جائے تو یہ مطلب ہو گا کہ کسی کے اعمال کا ہم کو ہم مانع نہ کریں گے اور ان کے اعمال کو ہم لکھ رکھتے ہیں اگر وہ مر بھی جائیں تو ہمارے

پاس اون کا آہا ضروری ہے اوس روز اون کو ادت اعمال کا بدلہ دیا جائیگا اور اگر
 پہلی آیت سے ربط نہ ہو تو یہ معنی ہونگے کہ جس نبی کو ہم نے ہلاک کیا وہ ہمارے قبضہ
 سے باہر نہیں جاسکتے ممکن نہیں کہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع کریں۔ یعنی اون کی
 ہلاکی مستحکامی کا باعث نہیں ہمارے پاس وہ ضرور آئینگے اون پر حرام ہے کہ
 وہ ہمارے پاس نہ آئیں۔ حاصل آیت شریفہ کا یہ کہ اون کا خدا کے پاس رجوع مگر ناجہرام
 اور محال ہے مرزا صاحب الایہ ہیں کہ وہ دنیا کی طرف رجوع نہیں کر سکتے اگر
 لایرجعون سے مراد دنیا کی طرف رجوع نہ کرنا ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ دنیا کی طرف
 اون کا رجوع نہ کرنا حرام اور محال ہے یعنی ضرور رجوع کریں گے۔ دراصل اس
 آیت شریفہ کے استدلال سے تو قادیانی صاحب کا مقصد ہی فوت ہو گیا اور
 اون کا بنا بنا یا دعوہ اچکن چڑھا جاتا ہے۔ اب مرزا فی صاحب ہکو آگاہی
 بخشیں کہ قرآن مجید میں جس لایرجعون سے عیسیٰ علیہ السلام رخصت ہو چکے وہ
 کہاں اور کیونکر ہے۔ اور بھی مسیح قادیانی کی دلیل مسیح کی وفات پر ملاحظہ ہو
 ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۳ میں رقم طراز ہیں۔ مسیح ابن مریم حکمی۔ روح اٹھائی
 گئی بر طبق آیات کریمہ یا بیتھا النفس المطمنہ ارحمی الی ربک نادخلی فی عبادی
 اجلی جنتی۔ جنتی بہشت میں داخل ہو چکے پھر کیونکر اس غمگاہ میں آجائیں اور جو شخص
 بہشت میں داخل کیا جاتا ہے پھر اوس سے بھی خارج نہیں کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے لا یجزم فیہا نصب وما ھم عنھا بمخرجین واما الذین سعدوا ففی الجنة

خالہ میں فیہا مادامت استعوتہ والاکا شاد اللہ عطاء غیر محذوذ۔

ایسے ہی قرآن شریف کے دوسرے مقامات میں بیشقیوں کے ہمیشہ بہشت میں رہنے کو باجاء ذکر ہے اور سارا قرآن شریف اسی سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ فرماتا ہے

ولہذا راج مطہرة وھ فیہا خاللون اولئک اصحاب الجنة ھر فیہا خاللون

و غیر وہ غیر اور یہ بھی ظاہر ظاہر ہے کہ عومن کے قوت ہونے کے بعد بلا توقف بہشت

میں رہے گا جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے قبل ادخل الجنة قال یا لیت

قوی بعلون یا غفرلی ربی وجعلنی من المکرم۔ اور دوسری آیت یہ ہے

فادخلنی فی عبادی وادخلنی جنتی۔ اور تیسری آیت یہ ہے ولا تحسبن الذین

تکفون سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربهم یزفون فوجین بانا ھر اللہ

من فضلہ۔ اور احادیث میں تو اس کا اس قدر بیان ہے کہ جبکہ باہت تنفا ذکر کرتا

موجب قتل ہوگا بلکہ آنکھرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چشم دید ماجرا بیان فرماتے

ہیں کہ مجھے دو نوح دکھلایا گیا تو میں نے اس میں اکثر عورتیں اور بہشت دکھلایا گیا

تو اس میں فرماتے

قادیانی صاحب نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا کر بہشت

میں گئے اور بہشت سے کوئی باہر آ نہیں سکتا اور آپ نے تین آیتیں نبلائی ہیں کہ

موتے ہی جنت میں جاتا ہے اور صد احادیث آیات قرآنی جو معاد جسمانی پر دال

ہیں ناقابل اعتبار قرار دیا ہے اور یہ سب کچھ اسلئے کیا ہے کہ انیسویں عیسیٰ علیہ السلام

کا کھٹکا مٹ جائے اور خود عیسیٰ موعود بن جائیں۔ جن آیات سے قادیانی صاحب
 نے استدلال کیا ہے کہ ارواح مرتے ہی بلا توقف بہشت میں داخل ہو جاتی
 ہیں۔ آیت شریف یا ایہا النفس المطمئنة الرجعی الی ربکراضیة مرضیہ
 فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اس آیات سے استدلال کرنا قادیانی
 صاحب کی غلط فہمی ہے اور عوام الناس کو دھوکہ دہی اور سرتہ بازی ہے۔ قادیانی
 صاحب نے پوری آیت نہیں لکھی نصف آیت تو چھوڑ دی اور نصف سے
 استدلال کیا۔ دراصل اس میں نہ تو موت کا ذکر ہے نہ مرتے ہی جنت میں داخل
 ہونے کی تصریح سیاق آیت سے صاف ظاہر ہے کہ پروردگار کا یہ خطاب
 مرد و عورت کو قیامت کے دن ہوگا۔ پوری آیت شریف یہ ہے۔ فیومئذ لا
 یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد۔ یا ایہا النفس المطمئنة
 التوجعی الی ربک وارضیہ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یہ آیت
 شریف سورۃ الفجر تیسویں پارہ کی ہے اس میں قیامت کا ذکر چلا آ رہا ہے کما قال
 اللہ تعالیٰ اذ ادکت الارض دکا دکا۔ الایہ۔ صاف ظاہر ہے کہ فیومئذ سے مراد
 قیامت ہے اور اسی روز ارواح کو یہ خطاب ہوگا ادخلی فی جنتی۔ مولانا شاہ
 عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں و دران
 روز پُر ہنول یعنی روز قیامت کہ اول دہلہ ہر ہمہ را از نیکان و بدان منظر بہ
 و فزع للاحق گردد و مطعیان و نیکان را تسلی بخشد و نداد و رسد کہ یا ایہا

النفس المطمئنة الترجیحی - اور امام جلال الدین سیوطی درمشورین فرماتے ہیں
 عن ابن عباس فی قوله ارجعی الی ربك قال ترد الراح یوم القیمة فی الاجساد
 یعنی ابن عباس فرماتے ہیں کہ روح کو جو ارجعی الی ربك خطاب کا وہ قیامت کے
 روز ہوگا کہ اپنے اجساد میں داخل ہو کر محشر میں حاضر ہو جائیں اور بھی درمشور
 میں یہ روایت ہے عن سعد بن جبیر ثم یطیر الراح فیومر ان ندخل
 الاجساد فهو قوله ارجعی الی ربك مرعینہ مرضیہ یعنی سعد بن جبیر رضی آیت
 شریفہ کا یہی مطلب بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ارواح کو اجساد میں
 داخل ہونے کا حکم ہوگا - اور دیکھو درمشورین عن ابی صالح فی قوله ارجعی الی
 ربك قال هذا عند الموت مرجعها الی ربها من وجہا من الدنیا فاذا کان
 یوم القیمة قبل لہما الدخلی فی عبادی والدخلی جنتی یعنی ابی صالح رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں ارجعی الی ربك کا خطاب روح کو موت کے وقت ہوتا ہے اور اسکا
 دنیا سے نکلنا رب کی طرف رجوع ہونا ہے اور جب قیامت کا روز ہوگا تو داخل
 فی صغی کہا جائیگا اور یہ بھی درمشورین ہے عن زید بن اسلم یا ایہما النفس
 المطمئنة الآیہ قال بشرت بالجنة عند الموت وعند البعث ویوم الجمع یعنی
 زید بن اسلم یا ایہما النفس المطمئنة کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہ خوشخبری روح کو موت
 کے وقت اور قیامت کے روز دی جائیگی کہ جب دخول جنت کا وقت ہو اور سوقت
 روح داخل ہو جائے - اس کی ایسی مثال ہے جیسے حق تعالیٰ کا ارشاد

واما لذين سعدوا فاني اجدنه - یعنی جتنے سعید لوگ ہیں سب جنت میں ہیں - اس سے یہ
 مطلب نہیں کہ ہر سعید ازلی نزول آیت کے وقت جنت میں چلا گیا تھا۔ بلکہ سعد اکو یہ
 بنا رت ہے کہ جنت میں داخل ہو نیکا وقت آجائیگا اس وقت داخل ہوئیں گے تفسیر
 نیشاپوری میں ہے۔ کہ عبد اللہ ابن مسعود کی قرأت اُدخل فی جسد یعبدی ہے
 یعنی قیامت کے روز نفس مطمئنہ کو حکم ہوگا کہ میرے بندے کے جسد میں داخل ہو۔ پس
 قرآن شریف کی اس آیت کے سیاق سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز ادخلی جنتی
 کا خطاب ہوگا۔ مرزا قادیانی نے آیت میں چوری کر اپنا مطلب کیا ہے۔
 حق تعالیٰ قیامت کا ذکر فرماتا ہے اور مرزا صاحب نصف آیت کو چھپا کر موت
 کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور بتدائے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مرتے ہی بہشت
 میں پہنچے اب دنیا میں کیسے آئیں گے۔ دوسری آیت جو شریف سے مرزا کا
 استدلال گزنا بھی غیر صحیح ہے۔ آیت شریف قبل ادخل الجنة قال باحیث قومی
 یحلون باغفری ربی وجعلنی من المکرمین یہ آیت سورہ یسین شریف
 ۲۲ جزو کی ہے اس میں ایک شخص خاص کا واقعہ بیان کیا ہے و جاء وجعل
 من اقصى المدينه یسعی سے الی قولہ تعالیٰ قبل ادخل الجنة تک کہ ہے جس کا ماخذ
 واصل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اہل انطاکیہ کی طرف اپنے حواریوں سے
 تین شخصوں کو بھیجا تھا کہ او ان کو توحید کی دعوت کریں اور انھوں نے تینوں کو
 مار ڈالا اس اثنا میں ایک شخص بزرگ جن کا نام حبیب تھا وہ بھی آئے اور

اس قوم کو نصیحت کر کے اپنا ایمان ظاہر کیا قوم نے ان بزرگ کو بھی شہید کر ڈالا
 حق تعالیٰ نے اس بزرگ کا حال بیان فرمایا ہے قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ
 قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ یعنی اس شخص سے کہا
 گیا کہ جنت میں داخل ہو اس نے کہا کاٹھی ہی قوم جانتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا
 اور عزت دی۔ وقوعہ تو یہ ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مرتے ہی جنت میں
 داخل ہو جاتا ہے۔ اگر فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جائیگا حال بیان کرنا
 مقصود ہوتا تو ادخلناہ فی الجنة ارشاد ہوتا یعنی ہم نے اس کو جنت میں داخل کر دیا
 پر وردگار عالم کو اس کی جاننازی کے معاوضہ میں اپنے فضل و عطا کا بیان کرنا
 مقصود ہے سو وہ بیان کیا گیا۔ فن بلاغت میں بلاغت کے معنی یہ لکھتے ہیں
 کہ کلام مقضای حال کے موافق ہو کتاب التلخیص میں مرقوم ہے البلاغت فی
 الکلام مطابقة لمقتضى الحال مع فصاحة پس اگر وہ بزرگ جنت میں داخل کئے
 گئے ہوتے تو مقضای حال لفظ ادخلناہ آستانہ کہ قیل ادخل الجنة اور جب قیل
 ادخل ارشاد ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ صرف بشارت مقصود تھی ورنہ کلام
 مطابق مقضای حال نہ ہوگا اور حالانکہ یہ کلام الہی میں محال ہے۔ اگر اس جگہ
 یہ کہا جائے کہ حق تعالیٰ کا فرمانا بھی دخول جنت کے لئے کافی ہے تو ہم کہیں گے
 کہ لفظ قیل ادخل سے دو جمال پیدا ہوتے ہیں ایک فوراً داخل ہو جانا دوسرا
 وقت معین پر یعنی قیامت کے روز داخل ہونے کی بشارت اس صورت میں

وہ احتمال لینا جو مخالفت قرآن ہے ہرگز جائز نہیں پھر ایسا احتمال پہنچا اختیار کرنے کی ضرورت کیا تھی صاف ارشاد ہو جاتا کہ ہم نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ غرض اس آیت سے ہی مرزا صاحب کا مطلب بے نہین ہوتا اور آیت شریف تیسری جس میں مرزا صاحب کا استدلال ہے وَلَا تَحْزَنْ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمَّا أُولَٰئِكَ أَهْلُ غَيْرِهِمْ يَعْنِي شہیدوں کو مردہ مت سمجھو وہ اللہ کے پاس زندہ ہیں اس آیت شریف میں تو جنت کا نام بھی نہیں۔ عند ربہم سے مراد لی جاتا تو فرشتہ بھی اللہ کے پاس زندہ اور پھر وہ دنیا میں بھی آتے ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ہی اپنے رب کے پاس ہیں فرشتوں کی طرح وہ بھی ہیں۔ پھر اتر آئیں تو کون مانع اور قرب ربی کے واسطے نہ آسمانوں کی ضرورت جنت کی حق تعالیٰ فرماتا ہے وَخَنَاقُوبُ الْكَلْبِ أَوْ يَحْيَىٰ مِينَ رَّكَسَ زیادہ بندے کے قریب ہوں پس دخول جنت روز قیامت ہو گا اور حضرت پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی تصریح فرمائی ہے اخرج النساء عن الجحيم والحاكم وابن حبان عن ابی ہریرۃ ابی سعید رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما عبد یصلی الصلوة الخمس ویصوم رمضان ینحر برکۃ کوفۃ یمسح بالکبائر السبع الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیہ یوم القیۃ۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص پانچ وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ دے اور ساتون کبیرہ گناہوں سے بچے تو قیامت کے روز اس کے لئے

جنت کے دروازے کھولے جائینگے۔ اب خلیل احمد صاحب مرزائی ہمیں بتلائیں کہ مرزا صاحب کی دلیلین کس صحیح صحیح ہیں ہم نے آیات قرآن کے سیاق اور اقوال مفسرین سے معلوم کر دیا کہ جو مطلب کلام الہی کا ہے قادیانی صاحب نے اس کے غیر سمجھا یا اور مسلمانوں کو دھوکہ دیکر زبردستی اپنا مطلب بنانا چاہا ہے واقعات حشر۔ مسئلہ معراج۔ ظہور قدرت یعنی مردوں کا زندہ ہونا اس پر حقیقی دلائل احادیث و تفصیلات وار وہین سب پر قادیانی نے حملہ کئے ہیں اور اپنی من گھڑت دلائل تفسیر کے دھندلے تمام مفسر و جملہ محدثین کو غلط فہم و جاہل بنا ڈالا ہے قرآن مجید میں ارمیا علیہ السلام باعزیر علیہ السلام کا قصہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ تین دن کی روح قبض کر لی اور سو برس مردہ رکھنے کے بعد زندہ کیا۔ اس پر بھی مرزا قادیانی نے ائمہ مفسرین اور جملہ محدثین کے خلاف زہر ادا کلا ہے۔ اس قصہ کے متعلق ازالۃ الاوہام میں لکھتے ہیں قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن میں ہے۔ اس بات کے مخالف نہیں کیونکہ لغت میں موت کے معنی نوم و غشی بھی آیا ہے دیکھو قاموس اور جو عزیر کے قصہ میں بدلیوں پر گوشت چڑھانے کا ذکر ہے وہ حقیقت میں ایک الگ بیان ہے جس میں یہ تبلا نامعلوم ہے کہ رحم میں خدا تعالیٰ ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے اور پھر اس میں جان ڈالتا ہے ماسوا اسکے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ عزیر دوبارہ ہو کر پھر بھی فوت ہوا۔ پس اس

سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی نہیں تھی ورنہ اسکے بعد ضرور
 اوسکی موت کا ذکر ہوتا اس منصوبہ معقولہ قصہ کے متعلق اجماع امت کے خلاف
 قادیانی صاحب اپنی من مانی تفسیر کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کسی آیت یا حدیث سے
 ثبات نہیں ہو سکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہو کر پھر بھی فوت ہوا۔ اور خدای تعالیٰ جو عزیر
 علیہ السلام کو مردہ بنا کر پھر اون کی ہڈیوں پر گوشت پڑھایا اور سکورحم مادر کے
 نشوونما سے تعبیر دے رہے ہیں۔ یہ قصہ قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں ہے
 اَوَكَا لَدُنِّي مَرَّةً عَلَى قَرْيَةٍ سَا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدْرٌ مِّمَّنْ هُنَّ اِسْ اَيْت شریف کا جو مدعا
 شریف سے ثابت ہے جسکو علامہ جبرین نے اپنی تفسیر میں اور امام سیوطی نے
 درمشورین اور دوسرے مفسرین نے ذکر کیا ہے یہ ہے اور سیاق و سباق
 سے بھی ظاہر ہے کہ جب بیت المقدس میں بنی اسرائیل کے نوخیز و جدید خیال
 کے لوگ خدا اور رسول سے بے خوف ہو گئے اور فسق و فجور زیادہ بڑھ گیا تو ارمیا
 علیہ السلام پر وحی آئی کہ اب یہ بستی غارت و ویران کر دینا نیکی بخت نصر نے اوس پر
 چڑائی کی اور قتل عام کر کے اوسکو تباہ کیا اور تمام بستی کو بربادی سے ایک تو وہ
 بھاگ بنا دیا۔ ارمیا علیہ السلام وہاں سے جاتے ہوئے کسی پہاڑ کے کنارے
 ٹھہرے ہو گئے اور کمال افسوس سے کہنے لگے اب یہ بستی کہاں آباد ہوتی ہے
 کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَوَكَا لَدُنِّي مَرَّةً عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا اِنَّا لَنَجْعَلُهَا مِنْ دَهْلٍ
 بعد موتہا اور ایک روایت یہ ہے کہ عزیر علیہ السلام کا اس پر گزر ہوا اور اٹھوٹا

یہ کلمہ فرمائے۔ اسپر منظور الہی یہ ہوا کہ اپنے نبی کا استیعاذ دفع فرمائے ملک الموت کو حکم ہوا کہ اون کی روح قبض کر لے اسی کو ارشاد ہوا قاضی اللہ پس ان پر موت طاری ہو گئی اور لاشہ اونکا دین پڑا رہا یہاں تک کہ جب ستر برس گزرے تو کسی بادشاہ کو حکم ہوا کہ بیت المقدس کو پھر آباد کرے چنانچہ تیسرے سال میں وہ بالکل آباد ہو گیا سو برس ہونے پر خدا نے اون کو زندہ کیا کما قال اللہ تعالیٰ مائة عام ثم بعثہ اور زندہ ایسے طور پر کھڑے گئے کہ جو شبہ اونکا پڑا تھا اوسکا جواب ہو گیا کہ پہلے آنکھیں بنائی گئیں اور اول حس پر نظر پڑی وہ بیت المقدس تھا جسکی آبادی کو نبی علیہ السلام محال سمجھتے تھے دیکھا کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ آباد و خوشنما ہو گیا ابیاری تھیں کا ارشاد ہوا کہ کتنے روز رہے کما قال اللہ تعالیٰ کہ لبنت قال لبنت یوماد بعد یوم جواب میں عزیر علیہ السلام کہتے ہیں ایک روز یا اس سے کم بھی ارشاد ہوا لبنت مائة عام بلکہ سو برس گزر چکے۔ اللہ پاک نے اپنی قدرت دکھلا دی اور عزیر علیہ السلام جب مکان پر پہنچے تو اونکے پوتے پوڑھے تھے اور عزیر علیہ السلام کی عمر اتنی ہی تھی جو وقت رجوع قبض ہو نیکی تھے اس واقعہ کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت ہے قال ابن عباس فکان کما قال اللہ ولیحطک آية للناس یعنی لینی اسوائل و ذالک اللہ یحییس مع بنی بنیہ و ہر شب و بخ و ہو شباب کا نہ کان مات و ہوا بن اربعین سنہ

فعث الله شاباً كهنتاً لومات مختصاً جب عزیر علیہ السلام مجلس میں اپنے پوتوں
 کے ساتھ بیٹھے تو حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ ہوتا کہ دادا تو چالیس برس کے اور
 پوتے سو سو برس کے۔ اس واقعہ پر بہت سی حدیثیں مشاہد ہیں۔ ابن منذر
 اور سیقی اور شعب الایمان وغیرہ میں تصریحاً موجود ہیں اجر عبد اللہ وابن المنذر
 وابن ابی حاتم والحا کہ وصحہ والیہم فی شعب الایمان عن ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 فی قولہ تعالیٰ اوکا الذی مر علی قریۃ الی ان قال فاما ما لہ ماتہ عامہ فربقہ قال
 ما خلق اللہ منہ عیناہ فجعل بنظر الی عظامہ المکمل یث و اخرج الحق بن بشیر
 ابن ساکر من طریق عن ابن عباس و کعبہ المحسن و وہب فقال انی یحی ہذا اللہ
 بعد موتہا فلم یصد ان اللہ یجعلہا و لکن قالہا تعباً فبعث اللہ ملائک الموت فقبض
 روحہ فاما ما لہ اللہ ماتہ عامہ المکمل یث حضرت شی اور ابن عباس اور کعب اور
 حسن اور وہب رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں وہ نبی حقیقہ تھے جن کی روح ملک الموت
 نے قبض کی اور پہلے انکی آنکھوں میں جان آتی تھی وہ ہر شیدہ بدیون کو
 دیکھ رہے تھے سو انکے اور بھی روایتیں اسی مضمون کی ہیں جبکہ حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ اور ابن عباس وغیرہ اکابر صحابہ اور تابعین جب انکی حقیقی موت کے بعد زندہ
 ہو نیلے قائل ہیں اور صراحۃ قرآن شریف میں بھی انکی موت کا ذکر موجود ہے تو
 قادیانی صاحب کا اپنی ڈیرائیٹ کی مسجد خدائی سے جدائی چٹا عاقبت خیانت نہیں
 تو کیا ہے اب خلیل احمد صاحب مرزائی کو اگر کچھ غیرت اور مذہبی جشہ ہے اور

اور اپنے گرد کے سچے چیلے ہیں تو ان کی تقریر پر پریشانی ڈالیں اور ہمیں بتلائیں کہ ان کے دعوے کس آیات و حدیث کے مطابق ہیں اور جو آیات و احادیث و تفسیر کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کے جواب دین اور ان مفسرین کے اقوال کے خلاف جو وہ قرآن کی تفسیر پڑ رہے ہیں کن مفسرین نے اسکو بیان کیا ہے بس ہماری طرف سے انکو تحریک مباحثہ و مناظرہ ہے کہ وہ تاریخ مقرر کر کے ایک مجمع عام میں ان اعتراضات کو اٹھاویں اور جو کچھ ہم سے وہ سنا چاہتے ہیں سنیں

انشاء اللہ آئندہ تحریر پر ہم لفظ توفی اور لفظ امات اللہ سے بحث کریں گے جو متوفیک۔ اور امات اللہ انہی کی تفسیر سمجھنے پر مسیح علیہ السلام کے حیات و ممات کا فیصلہ ہو سکتا ہے اسلئے ہم اول اسکو بیان کر کر عیسٰی علیہ السلام کی زندہ رفع ہونے اور زندہ رہنا ثابت کریں گے۔ اب مرزا فی صاحب کے ان فقرات کا جواب بھی تشہیر و تسطیر ہے جو انہوں نے مفید روزگار ۱۹، صفر میں تحریر کئے ہیں۔

فطرتاً کچھ ایسا ہی کہ مرزائی صاحبان اکثر بھولے اور نادان یا دوسرے لفظوں میں عقل
 و سمجھ سے بالکل غافل و نادار ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ان صاحبان کا مذہب ٹیکٹ
 تماشا ہے ایسے ہی تحسیر بھی نرالی ہی ہوتی ہے۔ میان خلیل صاحب نے
 ہشتار و اجاب الاظہار ملاحظہ کیا رسالہ صیانتہ الايمان پڑھا ہمارا نام بہتہ تحریر تقریر
 سب کو بغور جانکر بھی لکھتے ہیں (بہی میں معلوم نہیں مولوی عبد الغفار صاحب
 کون بزرگ ہیں) افسوس کہ مرزا صاحب پڑھ کر بھی جاہل مرکب ہی رہے۔
 آپ کا آغاز سخن جملہ استقبالیہ سے اور طرر تحسیر آپ کی باقت کا بین
 ثبوت دے رہا ہے۔ ہم کو جانتے کے لئے مرزائی صاحب کا اخبار میں: حج
 چکار کرنا کہ مولوی صاحب کون ہیں۔ یہی ایک طرف ہے۔ سلامتی سے مرزائی
 صاحب تو ایسے گردے چیلے ہیں جو خدا سے جب چاہتے تھے باتیں کر لیتے تھے
 اور ان کا خدا بھی منہ سے پردہ اٹھا کر ان سے ٹھٹھ کرتا تھا جیسا کہ انھوں
 نے لکھا ہے پھر خلیل احمد بھی اسی خاندان کے خاندانی ہیں کم از کم خدا اور
 ہی سے اپنے باتیں کر لیتا ہوگا جس کے پیر سے خدا ٹھٹھ کرے اوس کے مرید
 سے جب بیزیل ضرور ٹھٹھ کر لیتے ہوں گے خلیل احمد کو الہام یا کشف سے یا
 کسی فرشتہ ہی سے پوچھ لینا تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کلاؤش
 بخیر غلام احمد صاحب نے آپ کو کوئی مرتبہ نہیں بخشا اور آپ کو اپنے
 مذہب کا ایک اجر جی دلال ہی رکھنا پسند کیا مرزائی صاحب آپ کو جلد معلوم ہو جائے گا

کہ ہم کون ہیں اور اگر بہت جلدی ہے تو آپ خواجہ کمال الدین جو آپ کے من وجہ
ہم مشرب ہیں ان سے پوچھیں وہ بتلائیں گے وہ حیدر آباد میں رہ کر کمو جان
چکے ہیں

مرزائی صاحب رقم طراز ہیں (ہمیں امیر ہو چلی تھی کہ اب کوئی عالم ضرور ٹھیک
اور ضرور باقاعدہ مباحثہ کریگا) مرزائی صاحب آپ کی بھی وہ مثل ہے
کہ چھو بہن بڑی بات کہان علماء اسلام اور آپ - پھر اوس پر یہ تعلی کہ من لو
و مباحثہ - کون ہی اذق تباریک بات آپ نے ایجا دکی ہے جس کو سمجھنا چاہتے
ہیں - آپ جن عقائد کو پھیلا رہے ہیں وہ تو وہی عقائد ہیں جو مرزا صاحب برائین
احمدیہ اور ازلۃ الاولاد امین لکھ چکے ہیں جس کے جوابات سینکڑوں دفعہ مباحثوں
میں ہو گئے آپ کے عقائد کے دلیلون میں قرآن شریف کی تحریف ہے معنی
میں تفسیر و تبدل جو کفر ہے سیکڑوں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
بطلان جو فوق و معصیت ہے علماء اسلام نے مرزا صاحب کو ان کے ڈیرہ
پر جا کر قائل کر دیا سمجھا دیا بتلا دیا مگر وہ اپنی ضد پر رہے آخرت ایمانی اور شریعت
سلطانی نے حکم دیدیا کہ یہ فرستہ خارج از اسلام ہے یہ سات ہزار بار
ٹے ہو چکے پھر آپ اپنی علمدہ ہی گت پھر رہے ہیں آپ کے عقائد کے کیا اصول
ہیں کس کتاب پر ایمان ہے اور کس تفسیر پر استناد - آپ کا مذہب بالکل ایسا
ہے کہین کی اینٹ کہین کا روڑا بھانپتی نگہ جوڑا - علمای دہلی علمائے بریانی

علماء اہلباب علماء بنگالہ ہند بھر کے علماء سفر کر کر کا دیان گئے۔ مرزا صاحب سے
 مباحثہ کرنے کے لئے دنوں پڑے رہے اسی انتظار میں کہ مرزا صاحب
 آج مباحثہ کریں گے کل منظرہ کرینگے اور مرزا صاحب کی یہ کیفیت کہ کبھی
 وہ اپنی بنائی ہوئی لاٹ ناو پر وحی کے منتظر رہتے۔ کبھی معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب
 کھاک ناو پر اپنے خدا سے باتیں کر رہے ہیں پچارے علماء پریشان ہو جاتے
 اگر کسی وقت غیرت دلانے سے حمیت ظاہری نے زبردستی مرزا صاحب کی
 کھینچ بلایا تو بفضلہ تعالیٰ مرزا صاحب کے ہر طرح قائل کر دیا مولوی جمدی صاحب
 سے مباحثہ ہوا مرزا صاحب قائل ہوئے دو روز کی ہمت انگلی اوس کے بعد
 مولانا گھر میں بیٹھ رہ گئے اور حکیم نور الدین کو مناظرہ کیلئے بھیج دیا۔ مولوی محمد حسین
 شاہ لوی کے مقابلہ میں ذلیل ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ ہوا
 مرزا صاحب قائل و حقیر ہوئے۔ علماء ہند نے بخوبی جواب دیکر مرزا صاحب کی تسکین
 کر دی۔ مسٹر گلارک کے مقابلہ میں بند ہوئے۔ پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ سے بھاگے
 سیاحات ملت علیشاہ کے مقابلہ سے دوبار گریز کیا۔ آخر کہا تک علماء نے بھی صبر کیا
 کہ مرزائی جماعت بھائی نہیں بنی خسر الدنیا۔ ملا غفرہ آخوند خاں بھی تو ہیں من مرید
 یہ کیوں کی ادب سے کا بھی پیٹ بھرا ہی جاویگا۔ پھر کلہاوت کے آپ بھی ایک اجرتی
 فعال ہیں۔ اور اجرتی تقانون کی غرض تالاشش حقیت کم ہوئی ہے
 ہاں مولود کے بندے ہوتے ہیں۔ یہاں کسی لونی شخص نے بھی آپ سے کچھ لکھو

کی اور آپ نے پنجاب بھر میں غل چھا دیا۔ اشتہار و اخبار و رادے کہ ہم ایسے ہیں
 کہ ہمسرا اطفال مولوی صاحب سے مباحثہ ہوا ایسی صورت میں علماء ملت کو
 کیا عرض چوائی تو ہمیں اور خواہ مخواہ بلا نتیجہ آپ کی رفعت لایعنی کے محرک ہوں
 جب کے بزرگ غلام احمد قادیانی حکیم نور الدین خلیفہ عبدالکریم صاحبان
 سے بہت مباحثہ ہو چکے جو علماء اسلام نبی میں تشریف لاتے ہیں ان
 کی ہرگز یہ شان نہیں جو وہ ایسے ایسے غیرے تمغہ خیر و ن سے مباحثہ و
 مناظرہ کرتے پھرین۔ یہ آپ کا خیال بالکل غلط ہے آپ کے سمجھانے کیلئے
 تو مجھے شہر کے ناموں کے منشی محترم صاحب منشی نور محمد بی کافی ہیں جو آپ کو
 اچھی طرح بچا سکتے ہیں اور انشاء اللہ اب یہ فقیر ہی آپ کیلئے ہر طرح تیار ہے
 پس مرزائی صاحب بس آپ اپنے ہوش و رست کچھ اور اپنے اس کو علماء
 اسلام سے دور رکھیے اور سوچ سمجھ کر منہ سے بات نکالنے اور بھی آپ کا ارشاد
 ہوا ہے (مولوی عبدالغفار صاحب نے مولوی کا نام پاک ہی جو ناشائستہ طرز
 اختیار کیا ہے وہ ان کو مبارک ہو ان کے غیر مہذبانہ اور دلخراش الفاظ کو
 باجم و ازجہ کرتے ہیں۔)
 خلیل احمد صاحب استقدر خُشک کیوں۔ ناشائستہ اور غیر مہذبانہ ہماری کون
 سی بات آپ کے ملاحظہ میں آئی۔ کیا سچ اور حق کا نام آپ نے غیر مہذب رکھا
 ہے۔ مہذب الایمان کا طرز تحریر کیا آپ کے بزرگ مرزا قادیانی سے ہی غیر مہذب

وارڈل ہے۔ مرزا صاحب نے تو ظہار کی شان میں ایسے کرید و بد الفاظ استعمال
 کئے ہیں کہ الحمد للہ ان ازالۃ الاوہام میں مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں ۸۵۸ء میں
 مسلمانوں کی یہ حالت ہو گئی کہ سوفسطی و فوج کے اسلام کے رئیسوں کو کچھ یاد نہ تھا
 جسکا اثر عوام پر بہت پر گیا۔ انہی ایام میں اونھوں نے ناجائز طریقے سے
 سرکار انگریزی سے مقابلہ کیا جو حرام و محبت اور کبیرہ اور سخت مکروہ تھا اور سوقت کے
 مولوی کیسے تھے جن میں نہ عقل تھی نہ رحم اونھوں نے قزاقوں اور حرامیوں کی طرح
 اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا۔ لیجئے مرزا اسی صاحب آپ اپنے گرو صاحب کا اخلاق
 ملاحظہ کیجئے۔ جب خدا کا برگزیدہ مور بھٹیاردون گنجروں کی مانند گالیان بکے تو پھر
 بقول آپ کے (محرمی علماء) ان سے آپ کو استقدر شکوہ کیوں۔ اور خدا کے فضل سے
 کسی مولوی صاحب کا طسہ نہ کلام ایسا نہیں جیسا قادیانی مرزا کا۔ اب ذرا
 انصاف سے ارشاد ہو کہ حیثیت الایمان میں کیا اس سے زیادہ غیر مہذب
 الفاظ ہیں جو آپ اپنے کپڑے پھاڑ کر کھال سے باہر نکل پیسے اور استقدر و اولیاء
 کہنے لگے اور اپنے گرد کی بخشش کو اس کو آپ نے نظر انداز کر دیا آپ کو اپنے
 پس کی بد اخلاقی و بد لگامی معلوم کرنی ہو تو کتاب ازالۃ الاوہام اور عصای موسیٰ تالیف
 منشی الہی بخش اور کتاب بیچ الدجال ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم کی ہے ملاحظہ کیجئے کہ عمل کی
 شان میں کیسی بے ہودہ گفتگو کی ہے۔

تحریر فرمایا گیا ہے (مولوی صاحب نے عجیب و غریب سیرغ اور بکا دلی کا پھول یاد

دلایا ہے اور فسانہ سنا یا ہے وغیرہ وغیرہ) مرزا صاحب کا اہام زبان پنا اور مسیح موعود
 بھی کہلانا اور پھر خود کا کرشنابی کا اعلان کرنا گویا ایک بھان منی کا تماشا ہے اور
 خیالی فسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اسلئے جتنے مرزا قادیانی کا قصہ بتاتے
 ہوئے بکاؤلی اور عجیب مرغ یا دلایا ہے اور چونکہ مرزا صاحب کا فسانہ اعلیٰ حتم
 نہیں ہوا پس پھر ابھی فسانہ گوئی کا سلسلہ باقی ہے قادیانی صاحب اپنے
 فسانہ کے تھکے کے واسطے اپنے گلفام یعنی فرزند کو متعین کر گئے ہیں بقول ان کے پیر
 انکر دہسہر تمام کرد) اب کذب و فتنہ کے پلیٹ فارم ہر آپ جیسے سیاہ دیو
 اور صاحبزادہ گلفام ایکٹ کریں گے اور کرشمہ دکھانین گے تو ہم پھر اندر بھا
 اور چہرا خالہ دین کے فسانہ بھی ضرور سنائینگے جلدی مت کیجے دیر آید دست
 آید تحریر ہوا ہے (مسیح علیہ السلام کا جسم غصری کے ساتھ آسمان پر جانا
 قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت کریں)

خلیل احمد آپ مجھے معاف کریں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ بالکل
 ناواقف اور گورے زگروٹ ثابت ہوتے ہیں۔ اصول مناظرہ سے ہی آپ علم
 ہیں جو خود آپ مدعی ہی بن رہے ہیں اور دلائل کے طالب بھی ہو رہے ہیں۔ ہم نے
 صرف احادیث بنوی بتلائیں کہ تمامی اخبار رقصہ عیسیٰ علیہ السلام کے منار
 و مشق سے ہمدی علیہ السلام کے وقت میں اترنے پر گواہ و صادق ہیں اور
 وہ احادیث مع حوالہ کتب رسالہ عین لکھدی آپ مدعی بنے کہ عیسیٰ جو آئینہ والا تھا

آجکا وہ غلام احمد قادیانی بن اور عیسیٰ فوت ہو گیا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ مسیح کے نہ آنے اور مرزا قادیانی کے مسیح ہونے پر کچھ دلائل تو پیش کرتے۔ کوئی آیت ایک حدیث تو لاتے۔ احادیث نبوی جو مسیح کے بارے میں وارد ہیں قادیانی مسیح کو اس کا مصداق ثابت کرتے۔ آپ نے تو کچھ بھی دلیل پیش کی اولیٰ اور ہم کو حکم صادر کر دیا کہ اسی اخبار میں آیات قرآنی اور احادیث سے دلیلین لاؤ۔ اسی لیاقت منانت پر ایسے لمبے چوڑے دعوے اور علماء اسلام سے مباحثہ۔ آپ لوگوں کی ایسی ہی بے انصافانہ روش سے ہم کو نفرت ہے۔ دعویٰ کرتے وقت تو یہ تھلی کہ چوتھے آسمان پر پہنچ جائیں اور دلیل لائق صفت اسفل الصافلین میں جنس جائین صیانتہ الایمان میں مہدی علیہ السلام کا بنی فاطمہ ہونا اور مسیح علیہ السلام کا دو فرشتوں کے بازو پر مسارہ سے نزول فوٹا بخاری و مسلم و دیگر کتب معتبرہ سے ثابت کیا آپ کو چاہئے تھا کہ ہم نے جن حدیثوں سے آئندہ مسیح کا آنا سمجھا ہے آپ ہم کو قادیانی مسیح کا مراد ہونا بتلاتے اور حدیثوں کے سمجھنے میں جو جیسے تصور ہوا آپ ہم کو لاتے اور بخاری و مسلم شریف کی ان احادیث کا جو صیانتہ الایمان میں درج ہیں مفہوم جھل شائع کرتے اور دیگر روایت ثقات سے قادیانی مرزا کی مسیحیت بتلا کر مسلمان بھی کو مرہون منت مانتے۔ آپ نے ان تمام باتوں میں سے کچھ بھی نہیں کیا میرے نزدیک تو آپ صیانتہ الایمان کو سمجھنے سے بھی

قاصر ہیں۔ ایسی حالت میں ناپ کے سامنے دلائل پیش کرنا گویا بھیسن کھیلنے
 میں بھانا ہے۔ یا اندھے کے سامنے رو کر بین گونا ہے.....

لفعلہ تعالیٰ رسالہ صیانتہ الایمان سے مثلاً شی جی انسانوں کو کمال نفع پہنچا
 اور ہمارے احباب مومن جن کو آپ نے دھوکہ دیا اپنا ہم شرب بنا لیا تھا تجارتی
 و مسلم شریف کی حدیثوں کو پڑھ کر کلام رسول اللہ کی برکت سے ایسے فائز
 افرام ہوئے کہ آپ کے عقائد باطلہ کو جس لبادہ کی مانند گٹر میں پھینک دیا
 اور نبی آخر الزمان کے پیچھے اٹھی و خاتم النبیین کے حقیقی شیدائی بن گئے
 (صلی اللہ علیہ وسلم فصل النجیۃ و التسلیہ الی یوم الدین)

آپ کی ملت فرعون کے لئے صیانتہ الایمان عصائی موسیٰ بن گیا آپ نے
 نہیں دیکھا اخبار مغیرہ روزگار کافی صفحہ جیسر آپ کا اشتہار میاں الانجاء
 شائع ہوا۔ اسی پر منقش و معمور ہوا ہے (ایک مرزائی سنی ہو گیا) آپ کے
 دھکاری سے چھٹکارا پانے پر لاکھوں لاکھ حمد خدا ادا کر رہا ہے۔ بہت دھوکہ
 پر کیوں نہ افسوس آئے اور کیوں نہ کہ کوہٹ دھرم کہا جائے کہ جو اوراق
 کلام الہی اور اخبار رسالت پیاسی سے مرین ہوں اوس کو آپ ٹھکریزی
 کا ذخیرہ سمجھیں اور تالپان پانے سے تعبیر کریں۔

از خدا خواہیم تو فنیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
 بے ادب تنہا نہ خود را داشت بدینا بلکہ آتش برہ آفاق نہ

آپ کی طرح جن کے دماغ ماؤنٹ اور دیس بے پیٹ نہیں ہوئے ہیں وہ صیانت الایمان
 سے متمتع ہوں گے اور ان اوراق کو حشر جان بنائیں گے نفع اونٹھاٹنگ
 اور بے انصاف مرزائی حل حل کے ہرجا کین کے سہ گرنہ بنید بروز شب پرہ چشم
 چشمہ آفتاب اچہ گناہ۔ مرزائی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ حضرت مرزا
 غلام احمد صاحب قادیانی نے آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ اور تواریخ
 مستندہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مائدہ دیگر انبیاء کے
 وفات پا گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی نبی کو موت سے بچاتا تو اسکے حق دار سید
 البشر وفضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس سچ موعود کی
 آنے کے خبر دی گئی وہ امت محمدیہ کا ایک فرد ہے۔ بوجہ مملکت اسکا نام ابن
 مریم رکھا گیا ہے اور خود آنجناب سرور کائنات نے اس کو نبی کہا ہے اس
 کی نبوت اپنی نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت ہے وہ
 مرزا صاحب شاہ بازش بازی جیت گئے کیونکہ دعوت کے ساتھ دوچار میں فیملین
 بھی پیش کر دی پھر آپ کے گردنے مقول فیصلہ بھی کیا کہ موت سے بچنے کی بزرگی
 سید البشر ہی کو مل سکتی ہے نہ کہ عیسیٰ ابن مریم کو سہ ہرگز نہ ہوئے مگر سخن سزا گاہ
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیون مرزائی صاحب۔ وہ بے مثل معجزہ اور اظہار قدرت
 کا نادر طرفہ جسکی نسبت حق جل وعلیٰ کا ارشاد کہ ولجعلہ آیت للناس حجتنا
 مسیح کو بغیر آپ کے بظن مادر سے پیدا کرنا اور عالم تکوین میں باری تعالیٰ کا اہکو

اپنی نشانی اور رحمت قرار دینا یہ تو حیات و رحمت سے عجیب بالاتر ہے پھر
خوارق عجیبہ کا مسیح علیہ السلام کو ملنے کا کیا حق ہے سید البشر افضل الانبیاء تو ان
عبدالمطلب کے ہاں رونق افروز ہوں اور خداوندِ قدیر کی قدرتِ نادرہ کے
مسیح علیہ السلام مظہر و موردِ نبی بن جائیں۔ یہ کیوں ہوا
اس میں شبہ نہیں ہے کہ مرزا صاحب کو گدہ کی طرح بہت نکار کی سو جھٹی مٹی مگر کبھی گدہ
کو گوشت کے دھوکے میں سرے ہوئے غلیظ کیرے کو بھی گوشت سمجھ لیتا ہے
اور جھپٹ لگاتا ہے مرزا قادیانی بھی انٹ کے سنٹ جھپٹ لگا دیتے تھے۔ اور ایک
دلیل بنا کر تائید میں پیش کر دیتے تھے۔ اودیہ جو ارشاد ہوا ہے کہ خود
آجنگاہ سرور کائنات نے (علامہ احمد) کو نبی کہا ہے۔ غلط اور صریح جھوٹ
ہے۔ اگر مرزائی صاحب آپ فرمان نبوی ہم کو بتا دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قادیانی صاحب کو نبی کہا ہے تو پھر جھگڑا کیا ہے۔ ساری دنیا اسلام آپ
کے عقائد کو سر پر رکھنے کو تیار ہے اس پر آشوب وقت میں ہزار ہا
نظرین مجددی علیہ السلام اور مسیح کے تالاش میں نمکشی لگائے منتظر ہیں اور
جب کہ گھر بیٹھے مسیح تشریف لے آئیں تو سبحان اللہ نور علی نور کو کون بھی اذی ہے
جو فرمان نبوی سے سرمو تفاوت کر لگا۔ ایک دوحہ دشین ہم کو بتلا دیجئے
جس کے مصداق قادیانی مسیح ہوں۔ پس چشم مارو شن دل ماشاؤ۔ تازیت آپ کے
ممنون منت رہیں گے۔ صحاح ستہ کتب احادیث اپنے پاس ہیں آکر بتلا دیجئے

بازریعہ بطلان کا بھی دیکھو۔ لیکن فیصلہ ہو گیا۔ مین اور میری طسج ہزار ہا مسلمان مسیح سے ملنے کے مشتاق ہیں آپ تاریخ مقرر کر کر مجمع عام مین احادیث بنوی کا مصداق مرزا کو بتلائیں اور اسی مجمع مین ہم بھی حاضر ہو کر آپ کو حقیقی اور پچاسیج بتلائینگے۔ پھر آپ کے دل مین ارمان یہی کہ کوئی جتنے مباحثہ کرے ہم ہر وقت آپ کے واسطے تیار ہیں۔

تحریر ہوا ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی (غلام احمد کی) نبوت ہے اور ظل ہے اور آپ کے ماتحت ہے) مرزائی صاحب اپنے کچھ ظل کی تعریف بھی تو ارقام فرمائی ہوتی کہ ظل کس کو کہتے ہیں۔ مین کہتا ہوں کہ وہ تمام علماء امت جو کتاب اللہ اور قرآن رسول اللہ کی اشاعت اور دین محمدی کی ہدایت کر رہے ہیں وہ سب ماتحت اور حضور کے محل ہیں۔ پھر آپ مرزا صاحب کی کیا خصوصیت۔ کیا آپ کے نزدیک ظل اسے کہتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف مسلک بنائے کتاب آسمانی کے مطالب مین احادیث کرے معنی مین تغیر و تبدل کرے حدیثوں کا بطلان کرے۔ ائمہ دین اور اجماع کے اختلاف باتیں تراشنے۔ مرزا صاحب کا مذہب ہے کہ آدمی مرتے ہی جنت مین داخل ہو جاتا ہے پھر تخت لب العالی مین بھی اتر آئے تو وہ صابر جنت سے حساب و کتاب کیواسطے بھی ہا بر نہ نکلیگا۔ کلام الہی کی یہ تعلیم کہ جنتی مین اور دوزخی دوزخ مین روز حساب داخل ہوں گے اور قیامت تک دنیا کا نہ ٹھکانہ تو مین کیا جاتا ہے دیکھو آیت شریفہ۔ النار یغوصون علیہا غذا و عشاً و یوم یقوموا لہا و ادخلہا آل

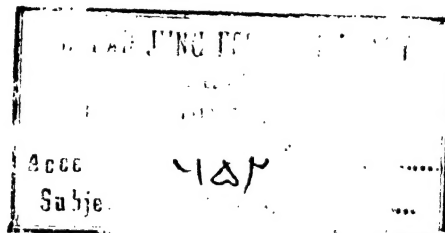
فرعون اشد العذاب یعنی دکھلاتے ہیں اور کو صبح و شام دوزخ کی آگ اوقیامت
 کے روز کہا جائیگا کہ فرعون کے لوگوں کو داخل کر دو سخت عذاب میں۔ اور بخاری
 شریف میں ہے عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا مات احدکم فانه یعرض علیہ مقعدہ بالغدۃ والغشۃ فان کان من اہل الجنۃ فص
 اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فص اہل النار یعنی جب کوئی مر جاتا ہے تو
 خواہ وہ خبی ہو یا دوزخی اور کما مقام صبح شام اوس کو دکھلایا جاتا ہے۔ یہ آیت
 وحدیث اس بات پر دلیل قطعی ہے کہ ہر شخص اپنی تسبیر میں رہتا ہے اور وہیں
 اپنا مقام دیکھا کرتا ہو۔ اکی تفصیل اور گزری چکی ہے مرزا صاحب کا مذہب۔ آیت شریفہ و حدیث
 کے مبرح خلاف ہے اور مرزا صاحب کا مذہب ہے کہ مردے کبھی زندہ
 نہیں ہوتے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکڑوں مردوں کو زندہ
 کر دکھایا اور دیگر انبیاء مثل عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو مردوں کا جی اوٹھنا
 اور اس امت کے اولیاء کرام کے خوارق اور دعا سے خدا نے مردوں کو زندہ
 کر دیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ملا علی قاری نے شرح شفا
 میں امام بیہقی سے اس روایت کو نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
 شخص کو دعوت اسلام کی اوس نے کہا آپ میری مردہ بیٹی کو زندہ کر دو گے
 تو میں ایمان لاؤں گا آپ نے فرمایا اس کی قبر کہاں ہے اوس نے
 قبر دکھلا دی حضرت نے اوس کی لڑکی کا نام لیکر پکارا اوس نے جواب دیا

حضرت نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ پھر دنیا میں لوٹے اور
قسم کھا کر کہا کہ یا رسول اللہ میں یہ نہیں چاہتی۔ میں نے خدا کو اپنے مانیاب
سے اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا
لہرجلا الی الاسلام فقال لا اومنک حتی تعی لی انبتی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ارنی قبھا فاراہ ایاہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا فلانة فقال لیک وسعدیک
فقال صلی اللہ علیہ وسلم اتجین ان ترجعی فقال لا واللہ یا رسول اللہ انی وجدت
اللہ خیرا لی من ابوی ووجدت الآخرة خیرا من الدنیا (مواعظ جلد ۲) اور بھی حدیث
ہے روى ابن حدى وابن ابی الدنیا والیسعیمی وابونعیم عن انس قال کنا فی الصفہ عند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجوزنا مجامعہ معہ ابن لہانہ بلخ فلم یلبث ان اصابہ
وباء المدینۃ فرخص ایاہما ثم قبض فعمدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسرہ اسفا بجماعۃ
فلما اردوا ان نعسہ قال یا انس انت امر فاعلمہ فاعلمہا فجاءت حتی جلست عند
قدمیہ فاخذت بہما ثم قالت انی اسلمت الیک طوعا واخلعت الاوتان زهدا و
ہاجرت لیک رغبة اللہ ولا تشمت عبدة الاوتان ولا تحلی فی ہذا النصبۃ ما لا طاقۃ
لی بحملہ فواللہ ما انقص کلاما حتی حرك قد میر والقی الثوب عن وجہہ وطمعنا معہ
وعاش حتی قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھلکت امہ (فکروہ لرد قافی فی شرح المواہب
الدنیہ) یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ ایک
تانبہ بڑھایا بھرت کر کے اپنے جوان فرزند کے ساتھ حاضر خدمت ہوئی۔ تھوڑے روز بعد

بڑھیا کا بیٹا وہاں سے بیمار ہوا اور چند روز میں انتقال کیا
 حضرت نے اس کی آنکھیں بند کر کے انس کو اس کی ٹھیسز
 و تکفین کا حکم دیا جب ہم نے غسل کا ارادہ کیا تو حضرت نے
 فرمایا کہ اس کی مان کو خبر کر دو چنانچہ سنتے ہی وہ (ضعیف) ادا
 آئی اور اپنے روکے کے پاؤں کے پاس بیٹھ کر دونوں قبوں
 کو پکڑ کر کہنے لگی یا اللہ میں خوشی سے اسلام لائی تھی اور دروغی
 سے بتوں کو چھوڑ دیا تھا اور کمال رغبت سے تیری طرف ہجرت
 کی تھی یا اللہ ایسا مت کر کہ بت پرست دشمن ہنسن اور اس
 مصیبت میں وہ بار مجھ پر مت ڈال جس کے اوتھانے کی مجھ میں
 طاقت نہیں انس کہتے ہیں کہ ہنوز یہ کلام پورا نہ ہوا تھا کہ اس
 روکے (مردہ) نے پاؤں ہلائے اور کپڑا منہ سے ہٹا دیا
 اور ہمارے ساتھ اس نے کھانا کھایا اور حضرت
 کی وفات کے بعد تک زندہ رہا اور اس اثنا میں اس
 کی مان بھی انتقال کر گئی مدمشور میں ہے۔ اخرج اسحق
 بن بشیر وابن عساکر عن طرف بن ابن عباس قال کان
 لیخود یجسسون الی عیسیٰ الی ان قال فعوذت یوم یملک قاعلا
 عند قبر رھی تبکی فسالها فالت ملت اینه لی ولم یکن لی ولد

غیر ہا فصل عیسیٰ مرگے تین تہ نادای بافلانہ ^{نوی بادن} الرحمن و فلخرجی
 فتحی القبر تہ نادای الثانیہ فالقصد القبر تہ نادای الثانیہ
 فخرجت وہی تنفض را سہا من التراب الحدیث ابن عباس
 سے روایت ہے کہ ایک روز عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک عورت
 پر ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی آپ نے حال دریافت
 فرمایا اوس نے کہا میسری ایک لڑکی تھی جس کے سوا میری
 کوئی اولاد نہیں وہ مر گئی آپ نے دور کت نمازیڑھ کر اوس کو پکارا
 کہ خدا کے حکم سے کھڑی ہو جا اور نکل آ اس کے ساتھ ہی قبر کو
 کھدکھت ہوئی پھر دوسرے بار پکارا جس سے قبر شق ہوئی پھر
 تیسرے بار پکارا نے پر وہ لڑکی سر سے سی جھٹتی ہوئی نکل آئی
 دیکھو مرزا الی صاحب یہ الہی قدرت کے نظارے اور خدا کے راز
 کے معجزے جن کی خبر صد ہا حدیث سے مل رہی ہے ان کا سن کر
 لاکلام بے ایمان و مردود اور سخت سناک و دجال ہے۔ اب
 جو مرزا نے اپنا مسلک لکھا ہے کہ مرد کبھی زندہ نہیں ہو سکتا
 اور لکھا ہے کہ عیسے کے جیسے عمل مسینیم سے تھے یہ سید
 المرسلین کے معجزات کا انکار اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے
 آثار و تصرفات کا بطلان صریح و صاف ہے کیا ایسا ہی

کذاب و جاہل ظن رسول ہو کر آنا اسلام کے مقسوم میں لکھا تھا
 نہیں۔ غلط۔ اور بالکل غلط۔ آپ کا خیال غلط۔ آپ کا مذہب غلط۔
 آپ کا پیر غلط۔ آپ خرد غلط۔ باقی آئندہ۔ (محمد عبدالغفار راشد دہلوی)



کتبہ مولانا بخش طالب علم مدرسہ غوث العلوم تعلیم خباب مولوی محمد ایت اللہ صاحب

مطبوعہ گلزار احمادی علی

پرنٹر ایم۔ ایم عباس

